E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - M.A

Paper : **Maghribi Fikr-e-Siasi (Aflatoo ta Marx)**

Module Name/Title : **Marxism: Karl Marx, Hayat Aur Kaarname**

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE SLM / Dr. Masood Jaffry
PRESENTATION	Dr. Masood Jaffry
PRODUCER	Rafiq-ur-Rahman

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی–15 کارل مارکس
Karl Marx

Structure ساخت

Introdution	تمہید	15.1
Life and Times	حیات اور عہد	15.2
Beginning of an Intellectual Journey	ذہنی سفر کی ابتداء	15.2.1
Theory of Alienation	نظریۂ بیگانگی	15.3
Dialectics	منطقی بحث	15.4
Theory of Historical Matrerialism	تاریخی مادیت کا نظریہ	15.5
Theory of Class War	طبقاتی جنگ کا نظریہ	15.6
Theory of Surplus Value	زائد قدر کا نظریہ	15.7
Theory of Revolution	نظریۂ انقلاب	15.8
Dictatorship of the Proletariat	پرولتاریہ کی مطلق العنانیت	15.9
Vision of a Communist Society	اشتراکی معاشرہ کا تصور	15.10
General Assessment	عام محاسبہ	15.11
Summary	خلاصہ	15.12
Exercises	مشق	15.13

Introdution تمہید 15.1

فکر سیاسی کی مکمل تاریخ میں اثر اور تنقید دونوں کے اعتبار سے محض چند سیاسی مفکرین ہی کارل مارکس کی برابری کر سکتے ہیں۔ انگلینڈ میں وکٹورین رجائیت کے پس منظر میں، اپنی ہم عصر دنیا پر اثر انداز ہوتے ہوئے مارکس کو یقین تھا کہ انسان ضرورت کے دائرہ سے نکل کر آزادی کے دائرہ میں داخل ہو جائے گا۔ فریڈرک اینجلس [1] (1820ء تا 1895ء) جس کے ساتھ اس کی دوستی بے مثال تھی، اس بے نظیر رفاقت سے کارل مارکس نے انیسویں صدی کی سرمایہ داری کی ''سائنسی سوشلزم'' کی حیثیت سے تشریح کی۔ اوئن [2]، فوری اے [3]، اور سینٹ سیموں [4] کے ابتدائی سوشلزم سے خود کو دور رکھنے کے لئے انہوں نے انہیں 'خیالی سوشلسٹ' بنا کر دفن کر دیا تھا۔

ہیگل کی طرح، مارکس کے لئے بھی تاریخ کا مطالعہ بہت اہم تھا۔ ہیگل کی منطقی عینیت کو رد کرتے ہوئے مارکس نے منطقی مادیت کا نظریہ پیش کیا

1۔ فریڈرک اینجلس FRIEDRICH ENGELS

2۔ اوئن OWEN

3۔ فوری اے FOURIER

4۔ سینٹ سیموں ST- SIMON

اوراس بات پر زور دیا کہ انسانوں کی مجموعی زندگی کا تعین، مادی ذرائع پیداوار کا طریقہ کرتا ہے۔اوراس نقطہ آغاز کے پس منظر میں حقیقیت کو سمجھتے ہوئے، جس میں پیداوار کے طریقے اور معاملات اور وہ اعلیٰ ساخت—— ثقافتی، سیاسی اور ذہنی پہلوؤں پر مشتمل، کے مدنظر کارل مارکس نے مشاہدہ کیا کہ معاشرتی عمل ہی انفرادی شعور طے کرتا ہے۔مکمل تاریخ انسانی کو طبقاتی جدوجہد کی تاریخ قرار دیتے ہوئے مارکس نے معاشرتی نشوونما کے پانچ مختلف مراحل کا ذکر کیا:

(ا) ابتدائی اشتراکیت یا کمیونزم، (ب) غلامی (ج) جاگیرداری (د) سرمایہ داری، اور (ہ) اشتراکیت۔مارکس کی زیادہ تر توجہ ہم عصر سرمایہ داری کا تجزیہ کرنے پر مرکوز تھی۔ابتدائی تین مراحل میں اس کو کم دل چسپی تھی اور اس نے مستقبل کے اشتراکی معاشرہ کے لئے کوئی منصوبہ پیش کرنے سے گریز کیا سوائے ایک خاکہ پیش کرنے کے۔سرمایہ داری کا تجزیہ کرتے ہوئے اس نے ذرائع پیداوار میں انقلاب لانے میں، سرمایہ داری کے کردار کی تعریف کی، جبکہ عدم مساوات، فضول خرچی اور استحصال کے لئے اس کی مذمت بھی کی البتہ، غلطی سے اس کو یہ اعتماد ہو گیا تھا کہ سرمایہ داری کے دن ختم ہونے والے ہیں۔بہت سے تبصرہ نگاروں کو یقین ہے کہ مارکس کو سمجھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کو انیسویں صدی کی سرمایہ داری کے ناقد کی حیثیت سے دیکھا جائے۔

Life and Times — 15.2 حیات اور عہد

مارکس کی پیدائش ٹرائر[5] میں، رِنے لینڈ (پروشیا)[6] میں، ایک یہودی خاندان میں ہوئی۔بچپن میں ہی اس نے عیسائیت قبول کر لی تھی۔اس نے بون[7]، برلن[8] اور جینا میں[9] تاریخ، قانون اور فلسفہ کا مطالعہ کیا۔اس کو یونیورسٹی آف جینا سے فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری یا سند حاصل ہوئی۔اپنی طالبِ علمی کے زمانے میں ہی وہ اشتراکیت کی جانب راغب ہو گیا تھا۔اس زمانے میں، اس نظریہ کو، حکمراں کافی خطرناک سمجھتے تھے۔اپنے اشتراکی نظریات اور ریاست مخالف انتہا پسند خیالات کی وجہ سے اس کو ملک بدر کر دیا گیا اور فرانس اور پھر بلجیم میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔جب وہ فرانس میں تھا تو اس ملک میں کام کرنے والے مزدوروں کو اس نے منظّم کرنے کا کام جاری رکھا۔نتیجہ میں، پروشیائی حکومت کے دباؤ سے وہاں سے بھی اس کو ملک بدر کر دیا گیا۔1849 میں اس نے انگلینڈ کو ہجرت کی اور 1887 میں اپنی وفات تک وہیں قیام کیا۔

15.2.1 ذہنی سفر کی ابتداء

مارکس نے فلسفہ، معاشیات، سیاست اور معاشرہ کے بہت سے مسائل پر اس قدر وسیع پیمانہ پر تحریر کیا کہ چند صفحات میں اس کے تمام پیچیدہ خیالات پر بحث کرنا مشکل ہے۔جن متفرق اور وسیع قسم کے موضوعات پر اس نے تحریر کیا ان کو سیدھے طریقہ سے کسی ایک خانہ میں جگہ دینا بھی اسی قدر مشکل ہے۔اپنی طالب علمی کے دور میں مارکس، ہیگل کی عینیت پسندی کی جانب راغب ہوا لیکن جلد ہی اس کی دل چسپی انسانیت پسندی اور بالآخر سائنسی اشتراکیت کی جانب مبذول ہو گئی۔وہ اپنے عہد کی تحریکات سے بھی متاثر ہوا۔اس کے ذہنی ارتقاء کے دور میں تصورِ ارتقاء کسی نہ کسی شکل میں فضا میں مقبول تھا۔ارتقاء کی ایک شکل کو ہیگل نے واضح کیا تھا (قطعی تصور یا روح کا ارتقاء) اور دوسری شکل کی ڈارون[10] (نوع انسانی کی ابتدائی تصنیف) نے تشہیر کی۔اگرچہ مارکس نے بعض ہم عصر موضوعات کو قبول کیا لیکن بعض کو رد بھی کیا۔اس کا سب سے اہم تخمینی کارنامہ—— تاریخی ارتقاء کا متبادل نظریہ تھا—— استخراجی تاریخی مادِّیت کا نظریہ۔اس کے ذریعہ اس نے ہیگل اور ڈارون کے نظریات کی تردید کی اور انسانی تاریخ کے سفر کو بیان کرنے کے لئے اپنے نظریہ کی تشہیر

5۔ ٹرائر TRIER

6۔ رنے لینڈ (پروشیا) RHINELAND (PRUSSIA)

7۔ بون BONN

8۔ برلن BERLIN

9۔ جینا JENA

10۔ ڈارون DARWIN

کی۔ اپنے بہت سے ہم عصروں کے شانہ بشانہ مارکس مناظراتی بحث میں ملوث ہوگیا۔ خاص طور پر، پراوُڈھون[11]۔ اور بیکونن[12] اور یوروپ کے مختلف اشتراکی گروہ کے ساتھ۔

15.3 نظریۂ بیگانگی — Theory of Alienation

مارکس کے حقیقی کارناموں میں سے ایک، اس کا نظریۂ بیگانگی ہے۔ یہ نظریہ اس کی ابتدائی تصنیف — 'معاشی اور فلسفیانہ دستاویزات' — میں شامل ہے جو 1843ء میں تصنیف کی گئیں لیکن اس کے انتقال کے پچاس سال بعد ان کی دریافت ہوئی۔ یہ دستاویزات ظاہر کرتی ہیں کہ ابتدائی مارکس، بے گانگی یا علیحدگی کے مسئلہ میں دل چسپی رکھتا تھا۔

مارکس کا نظریۂ بیگانگی سمجھنے کے لئے ہیگل کے بیگانگی پر خیالات کو سمجھنا ضروری ہے۔ وہ اس لئے کیونکہ مارکس نے بیگانگی پر اپنے خیالات، ہیگل سے اخذ کئے اور ہیگل کے ذریعہ خصوصی خیالات فیور بیک[13] سے اخذ کیا۔ اس نے ایسا ہیگل کے نظریۂ مظہریت سے بحث کرنے کی خاطر کیا۔ ہیگل کے خیال میں، بے گانگی شعور کی ایک حالت ہے جس میں وہ خود کو باہری دینا سے واقف کراتی ہے جہاں چیزیں یا سارے بے گانہ یا اجنبی نظر آتے ہیں۔ فطرت میں مکمل شعور کی خود سے علیحدہ ایک مجسم شکل ہے۔ خود کو بے گانہ کرنے کے عمل میں انسان خود بھی خدا سے علیحدہ ایک حیثیت رکھتا ہے۔ فیورک کا خیال، اس کے قطعی برخلاف ہے یعنی انسان کا شعور، خدا سے بے گانہ نہیں ہے بلکہ خدا، انسانی شعور کا مظہر ہے۔ ہیگل کے مطابق، شعور خود یہ جداگانہ حیثیت حاصل کرتا ہے اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ جو باہری اشیاء شعور کو دکھائی دیتی ہیں وہ شعور کا نظریاتی مظہر ہیں۔ دوسرے الفاظ میں، یہ شعور کے ذریعہ اس بات کا اعتراف ہے کہ مظاہر صرف جداگانہ مجسم شعور ہوتے ہیں مارکس نے شدت سے ہیگل کی تردید کی کیونکہ اس نے مادہ کے وجود کو علیحدہ شناخت دی جو مادی دنیا کو فریب نظر بتاتی ہے۔ مارکس نے مجسم اور بے گانگی، یا علیحدگی کے درمیان امتیاز کرتے ہوئے تجسیم، اشیاء کے مادی وجود کے قیاس پر مبنی ہے جبکہ بے گانگی شعور کی ایسی حالت ہے جو انسان اور مادیت کے درمیان خصوصی رشتہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ایسا رشتہ ذہنی شبیہہ نہیں ہو سکتا کیونکہ مادیت حقیقی ہوتی ہے۔

چونکہ مارکس، مادہ کے منفرد علیحدہ وجود کو پہچانتا ہے اس لئے بیگانگی پر محض مادہ پیدا کرنے والے دستور کے ذریعہ قابو نہیں پایا جا سکتا۔ یعنی جن حالات میں مادّے وجود میں آتے ہیں ان حالات کو بدلتے ہوئے ایسا نہیں کیا جا سکتا۔ مختصراً، اگر ہیگل کے لئے بیگانگی، شعور کی ایک حالت، دوسری حالت شعور کے ذریعہ ختم ہونے والی ہے۔ مارکس کے لئے بیگانگی، حقیقت میں موجودہ مادّوں سے متعلق ہے جن پر مادی سرگرمی کے ذریعہ حقیقی قابو پایا جا سکتا ہے۔

مارکس کے خیال میں، ہیگل کے نقطۂ نظر کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ پوری تاریخ انسانی کو ایک فکری عمل تک محدود کر دیا گیا ہے کیونکہ ہیگل تمام ٹھوس واقعات کو تصور یا روح کا محض ایک اظہار سمجھتا ہے۔ چونکہ ہیگل کے یہاں بے گانگی کی ممانعت صرف شعور کی سطح تک ہے لہذا حقیقی بے گانگی کو ختم کرنا، ناممکن ہے۔ لہذا، لوگ اپنی پابندیوں کو قانونی شکل دینے پر مجبور ہیں۔ دوسری بات، مارکس کے یہاں، بیگانگی، تاریخی حالات اور ان کے نتائج میں پیوست ہے۔ سرمایہ دار معاشرہ میں مادّہ کی تخلیقی (پیداوار) انسان کو اپنے حصول خودی میں مددگار نہیں ہوتی۔

سرمایہ دارانہ نظام میں، پیداوار بے گانہ حالات میں ہوتی ہے۔ اس سے تجسیم یا مادہ بنانے کا عمل (اشیاء کی پیداوار) غیر انسانی ہو جاتا ہے۔ مزدور اپنی محنت سے جو چیز پیدا کرتا ہے وہی چیز بے گانہ، اجنبی بن کر اس کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور اس سے علیحدہ ایک طاقت بن جاتی ہے۔ اپنی ماہیت میں محنت اپنے آپ میں ایک شے بن جاتی ہے۔ اس کے محنت جو شکل اختیار کرتی ہے وہی اس کی اپنی نہیں ہوتی بلکہ کسی اور کی ہوتی ہے یعنی سرمایہ دار کی۔ یہ پیداوار جس قدر زیادہ اور بڑی ہوگی اسی قدر مزدور کی حیثیت کم ہو جائے گی اور انسانیت سے محروم بھی۔ لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مارکس کے لئے محنت، مشقت، انسانی خصوصیات سے محروم ایک عمل ہے، یہ رضا کارانہ نہیں بلکہ جبریہ فعل ہوتا ہے، جو چیز محنت کو جبریہ بناتی ہے وہ محنت کی نوعیت (مزدور

11۔ پراوُڈھون PROUDHON

12۔ بیکونن BAKUNIN

13۔ فیورک بیک FEUER BACH

MEDIA CENTRE ... MC LIBRARY

کے کام کی نوعیت) نہیں ہوتی بلکہ وہ تاریخی حالات ہوتے ہیں جن میں مزدور محنت کرتا ہے۔ چنانچہ وہ معاشرہ جو اس بیگانگی کو ختم کردے گا وہ محنت کو ختم نہیں کر سکے گا بلکہ ان بے گانہ حالات کو ختم کردے گا جن میں محنت کی جاتی ہے۔ بہ الفاظ دیگر، ایک اشتراکی اور اجتماعی معاشرہ میں بھی محنت و مزدوری کا وجود قائم رہے گا اور یہ ایک جبریہ فعل نہیں ہوگا۔ اہم سوال یہ ہے کہ مزدور کے وجود کے لئے کام ایک ذریعہ کی حیثیت رکھتا ہے یا اس کی زندگی کا اہم جزو ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ تجسیم (کسی کی محنت سے چیزوں کی پیداواری) اشتراکیت میں بھی جاری رہے گی لیکن بے گانگی باقی نہیں رہے گی۔

مندرجہ بالا بحث پر آپ نے غور کیا ہوگا کہ کسی سرمایہ دار معاشرہ میں جو بے گانگی یا علیحدگی ہوتی ہے اس کے کئی پہلو ہوتے ہیں۔ البتہ تین پہلو بنیادی ہیں: (i) انسانی فطرت سے بے گانگی (ii) انسانیت یا ساتھی مزدوروں سے بیگانگی، (iii) خود سے بیگانگی فطرت سے بیگانگی - کا مطلب ہے کہ مزدور دنیا کو ایک خاص شکل دینے کی صلاحیت اور اہلیت سے جدا ہوجاتا ہے کیونکہ دنیا اس کے لئے مالک یا آقا بن جاتی ہے۔ دوسرے قسم کی بے گانگی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ہی کام کو اپنا بنانے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتا ہے اور اس سے جدا ہوجاتا ہے کیونکہ اس کی بنائی ہوئی چیز دوسرے کی ملکیت بن جاتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ اس کی محنت اس کی اپنی نہیں رہتی بلکہ اس محنت کو کسی دوسرے کو فروخت کردیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ جس شئے میں اس کی محنت مجسم ہوئی ہے وہ اس کی اپنی نہیں ہوتی چنانچہ وہ اپنی ہی محنت سے تیار شدہ اشیاء سے بے گانہ ہوجاتا ہے۔ اور جو چیز اس نے بنائی وہ ایک باہری وجود اختیار کرلیتی ہے۔ یہ چیز اُس سے جدا اجنبی دکھائی دیتی ہے۔ اور ایک آزاد اور دشمن طاقت بن کر اس کے سامنے کھڑی ہوجاتی ہے۔ تیسرے قسم کی بیگانگی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ محنت رضاکارانہ نہیں ہوتی بلکہ مزدور پر جبراً لادی جاتی ہے۔ یہ جبریہ مزدوری ہوتی ہے جو اس کو کرنی ہی پڑتی ہے یہ اس کی ضرورتوں کی تسکین کے لئے نہیں ہوتی بلکہ دوسروں کی ضروریات کی تسکین کے لئے ہوتی ہے۔ چنانچہ محنت کش کا کام خود اس کے لئے غلامی بن جاتا ہے۔ ایک جیسا، اکتا دینے والا عمل۔ ایک مزدور بارہ گھنٹہ تک بنائی کرتا ہے، مشین گھماتا ہے، سوراخ کرتا ہے، چیزوں کے پلٹتا اور موڑتا ہے، تعمیر کرتا ہے، بیلچہ چلاتا ہے، پتھر توڑتا ہے، وزن اٹھاتا ہے بغیر یہ جانے ہوئے کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے، بے گانگی کا دوسرا پہلو— مجسم محنت (مشنری) کے ذریعہ زندہ محنت (مزدور) پر غلبہ ہے۔ اس عمل میں مزدور، مشین کا دُم چھلا بن جاتا ہے۔ اس کی پیداوار اور مشینیں، اس کے مالک بن جاتے ہیں اور خود سے ہی بے گانہ ہوجاتا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ خود کو حیوانی کاموں—— کھانے، پینے اور افزائش نسل میں فعال سمجھتا ہے جبکہ انسانی کام اس کو ایک حیوان، صرف ایک جاندار بنا دیتے ہیں اس میں اس کے اندر کا انسان حیوان بن جاتا ہے اور حیوان، انسان بن جاتا ہے۔ مارکس نے اسی کی مزید وضاحت اس طرح کی ہے:

''تم جس قدر کم کھاؤ، کم کتابیں خریدو، تھیٹر یا ڈانس روم میں یا کسی عوامی جگہ پر جاؤ اتنا ہی کم سوچو، کم پیار کرو، کم گانا گاؤ، کم مصوری کرو، کم تیغ بازی کرو وغیرہ۔ اسی قدر زیادہ بچا سکو گے، تمہاری دولت میں اضافہ ہوگا جس کو نہ دیمک لگے گی اور نہ ہی زنگ۔ جس قدر تم کم تر ہوگے اسی قدر تم اپنی زندگی کا اظہار کرو گے جس قدر زیادہ تمہارے پاس ہے اسی قدر تمہاری زندگی بے گانہ ہوجائے گی اور اسی قدر تمہارا وجود باقی رہے گا''۔

درج بالا قول ظاہر کرتا ہے کہ مارکس کے نزدیک، ملکیت یا جائداد، شخصیت کی معراج نہیں ہے بلکہ اس کا منفی ہے۔ لہٰذا ملکیت سے محروم (مزدور) بے گانہ ہوجاتے ہیں لیکن ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس ملکیت یا جائداد ہوتی ہے (سرمایہ دار)۔ کسی واحد شخص کی ملکیت دوسرے شخص کی عدم ملکیت بن جاتی ہے۔ چنانچہ، مارکس کے خیال میں، بے گانگی کا مسئلہ سب کو جائداد کی یقین دہانی کے ذریعہ حل نہیں کیا جاسکتا ہے (جو کسی بھی طرح ناممکن ہے) بلکہ تمام حقوق ملکیت کو ختم کرکے ایسا کیا جاسکتا ہے چنانچہ، سرمایہ داری کا خاتمہ، بے گانگی یا اجنبیت کے خاتمہ کے لئے ضروری ہے۔ سرمایہ داری کی تعریف بے گانگی سے ہی مشروط ہے۔

مارکس کے خیال میں اشتراکیت نہ صرف ذاتی جائداد کا مثبت خاتمہ ہے بلکہ انسانی کی خود سے بے گانگی اور اجنبیت کا بھی خاتمہ ہے۔ لہٰذا یہ انسان کی خود اپنے تک واپسی کا سفر ہوگا۔ بحیثیت ایک حقیقی، معاشرتی انسان کے۔ دوسری بات مارکس نے اپنی تصنیف ''جرمن آئیڈیلوجی'' میں مدلل پیش کی ہے کہ بے گانگی کی خاص وجہ کسی عمل کا سخت ہونا ہے جس کی وجہ سے وہ چیز جس کو ہم خود پیدا کرتے ہیں وہی حقیقی طاقت بن کر ہمارے قابو سے باہر ہوجاتی ہے، ہماری توقعات کی مخالفت کرتی ہے اور ہمارے اندازوں کو بے کار بنا دیتی ہے۔ اشتراکی معاشرہ میں انسان بے گانگی اور اجنبیت سے چھٹکارا حاصل کرلے گا کیونکہ کسی بھی شخص کو مکمل دائرہ عمل تنہا حاصل نہیں ہوگا اور جو جس شعبہ میں چاہئے گا، جگہ حاصل کرلے گا وہاں میرے لئے یہ ممکن ہوگا کہ آج ایک کام کرنا اور دوسرے دن شکار کرنا، دوپہر میں مچھلی پکڑنا، شام میں گلہ بانی کرنا، عشائیہ کے بعد تنقید کرنا، وہ کرنا جس سے مجھے خوشی حاصل ہو اور وہ بھی ایک عام شکاری، مچھلی کا شکاری، گلہ بان یا نقاد ہوئے بغیر۔ بے گانگی اور استحصال سے آزاد حالات، انسان کو میسر ہو جائیں گے۔

15.4 منطقی بحث Dialectics

مارکس نے منطقی طریقہ بحث، ہیگل سے ماخوذ کیا لیکن اس میں بنیادی تبدیلی کی۔ ہیگل نے اپنے منطقی طریقے کا استعمال، خیالات کا شعبہ میں کیا تھا جبکہ مارکس نے اس طریقہ کو زندگی کے مادی حالات کی تشریح کے لئے استعمال کیا۔ اس عمل کے دوران ایک جانب اس نے ہیگل کے عینی فلسفہ کی تردید کی تو دوسری جانب، مشینی مادیت کی مذمت کی۔ لہٰذا، معاشرہ اور تاریخ کا مارکس کا نظریہ، منطقی مادیت کہلاتا ہے۔ (درحقیقت، اپنی تصنیف 'ANTI DURHING' میں اینجلز نے منطقی مادیت کو جسمانی نوعیت میں استعمال کیا۔ مارکس کے بعد اس کے پیروکاروں کے درمیان یہ موضوع شدید بحث کا عنوان بن گیا) مارکس کی منطقی مادیت جس کو اینجلز نے فروغ دیا، کے تین پہلو ہیں:

(i) مقدار کے معیار میں تبدیلی کا قانون۔ اس کے معنی ہیں کہ مقدار میں تبدیلیاں دراصل معیاری انقلابی حالات کی جانب رہنمائی کرتی ہیں۔

(ii) اتحادِ متضاد کا قانون، اور

(iii) منفی کی نفی کا قانون (مفروضہ، متضاد مفروضہ اور امتزاج)۔

مارکس کا خیال ہے کہ مادہ اور معیار نہ صرف ایک دوسرے سے مختلف بلکہ متضاد بھی ہوتے ہیں اور اتحاد بناتے ہیں جس میں مادہ کو اول اور معیار کو دوسری حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مادہ کا وجود معیار کے بغیر قائم رہتا ہے لیکن معیار، مادہ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ تاریخی اعتبار سے معیار یا ذہن، مادہ سے ہی نشو نما پاتا ہے۔ اس طریقہ سے مارکس، ہیگل کے نقطۂ نظر کو پوری طرح سے اُلٹ دیتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہیگل کے خیال میں ذہن اوّل اور مادہ دوسری حیثیت رکھتا ہے۔ مارکس نے نشاندہی کی کہ ہیگل کے یہاں ''منطق اپنے سر کے بل کھڑا ہے اس کو داہنی طرف اُلٹ دینا چاہئے''۔ ایسا اس نے مادہ کو اولیت اور معیار یا ذہن کو دوسرا مقام دینے کے لئے کیا۔

15.5 تاریخی مادیت کا نظریہ Theory of Historical Materialism

مارکس کا سب سے اہم افزائشی کارنامہ اس کا نظریۂ تاریخی مادیت ہے۔ اپنی تصنیف ''اشتراکیت: عینی اور سائنسی'' میں اینجلز نے اس نظریہ کی تعریف اس طرح بیان کی کہ پوری تاریخی انسانی کا سفر معاشرتی ترقی کے ذریعہ طے ہوتا ہے۔ اشتراکیت کی ابتدائی شکل سے شروعات کرتے ہوئے، پیداوار ترقی کے تین مراحل سے گزرتی ہے: غلامی، جاگیرداری اور سرمایہ داری۔ نتیجتاً، معاشرہ کے تین امتیازی درجات (غلام و آقا، رعیت و جاگیردار، پرولتار، سرمایہ دار) میں تقسیم اور بالآخر ایک دوسرے کے خلاف ان طبقات کی جدوجہد جاری رہتی ہے۔ مارکس کا سب سے مقبول عام بیان درج ذیل ہے جو اس کے نظریۂ تاریخی مادیت کی وضاحت کرتا ہے، یہ بیان اس کی تصنیف ''سیاسی معاشیات کی تنقیدی تحقیق کے تئیں معاونت''[14] میں پیش لفظ میں شامل ہے جس میں مارکس وثوق سے کہتا ہے:

> ''پیداوار کے رشتوں سے بنے معاشرہ کی معاشی ساخت ہی معاشرہ کی حقیقی بنیاد ہے۔ یہی وجہ وہ بنیاد ہے جس پر اعلیٰ قانونی اور سیاسی ساخت تعمیر کی گئی ہے جو معاشرتی شعور کی خاص شکلوں سے ہم آہنگ ہیں لہٰذا مادہ کے ذرائع پیداوار ہی معاشرتی، سیاسی اور ذہنی سفر کو طے کرتے ہیں''۔

تعلقات عامہ اور ریاست کی شکلیں نہ تو خود بخود جڑ پکڑتی ہیں اور نہ ہی انسان کی ذہنی تخلیق ہیں بلکہ ان کی جڑیں، زندگی کے مادی حالات میں پیوست ہوتی ہیں جیسے جیسے معاشرہ کی پیداواری قوتیں نشو و نما حاصل کرتی ہیں (جاندار توانائی کی جگہ غیر جاندار توانائی لے لیتی ہے — مثال کے طور پر کھیت کی جتائی کے لئے بیلوں کی جگہ ٹریکٹر استعمال کئے جا رہے ہیں) ان کا ٹکراؤ، موجودہ پیداواری رشتوں سے ہوتا ہے جو ان کے مزید فروغ کو روکتا ہے۔ پیداواری قوتوں اور پیداواری رشتوں کے درمیان یہ تضاد معاشرہ کو طبقات میں تقسیم کر دیتا ہے۔ جب اس کا شعور عوام کو ہوتا ہے تو وہ اس تنازعہ کا مقابلہ کرتے ہیں۔ انجام کار، پیداواری قوتوں کے حق میں تنازعہ کا حل نکلتا ہے اور پیداوار کے نئے اور بہتر رشتے اُبھر کر سامنے آتے ہیں جن کے پُرانے معاشرہ کے حمل میں مادی حالات پختگی حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ بورژوازی طریقہ پیداوار نہ صرف جدید ترین ترقی پسند دور کی نمائندگی کرتا ہے بلکہ یہ پیدا

14۔ 'سیاسی معاشیات کی تنقیدی تحقیق کے تئیں معاونت' 'A CONTRIBUTION TO THE CRITIQUE OF POLITICAL ECONOMY'

وار کی آخری حریف شکل بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ، مارکس کے ذریعہ تاریخ کی مادّی تشریح، پیداواری طاقتوں کے فروغ کے معنی میں تاریخ انسانی کے عام سفر کا بیان کرتی ہے جیسا کہ پہلے ہی نشاندہی کی جا چکی ہے، پیداواری قوتیں، ذرائع پیداوار (مشینیں، اوزار اور کارخانوں) اور مزدور پر مشتمل ہوتی ہیں۔ پیداواری تعلقات، معاشرہ کی پیداواری معیار سے مطابقت رکھتے ہیں۔ قدیم، جاگیردارانہ اور بورژوازی ذرائع پیداوار کے علاوہ مارکس، ایشیائی طریقہ پیداوار کی بات بھی کرتا ہے ایک جانب، مارکس نے پیداواری قوتوں اور پیداواری تعلقات کے درمیان امتیاز کیا تو دوسری جانب، اس نے بنیاد اور اعلیٰ ساخت کے درمیان تفریق کی۔ مارکس کے خیال میں، پیداواری قوتیں، خارجی معاشی طاقتیں نہیں ہوتیں جن کو اپنے وجود کے لئے انسانی شعور کی ثالثی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح مادی بنیاد اور نظریاتی اعلیٰ ساخت کے درمیان امتیاز، مادہ اور رُوح کے درمیان امتیاز نہیں بلکہ انسانی زندگی کی تخلیق و تحفظ کے لئے انسان باشعور فعل اور اس انسانی سرگرمی یا فعل کو استدلالی اور قانونی جواز دینے کے لئے انسانی شعور کے درمیان امتیاز ہے۔

اپنی منطقی بحث کی طرح مارکس نے اپنے نظریۂ مادی تاریخ کو بھی ہیگل کے نظام کے طرز پر تعمیر کیا۔ جس کا مقصد ادراکی اور حقیقی کے درمیان خلا کو پر کرنا تھا۔ درحقیقت مارکس نے مدنی معاشرہ اور ملکیت جیسے نظریات ہیگل سے اخذ کئے اور ان کو نظریۂ ریاست کے ساتھ نقلابی رشتہ میں مقام عطا کیا۔ ہیگل مدنی معاشرہ سے بحیثیت مادی شعبہ کے مقابلہ کرتا ہے اور اس کی تلافی کے لیے ریاست بحیثیت عینی شعبہ پیش کرتا ہے۔ اس کے برخلاف، مارکس کا خیال ہے کہ ریاست کے رشتوں اور ریاست کی اشکال نے، نہ تو خود عروج حاصل کیا اور نہ ہی وہ ذہن انسانی کی پیداوار ہیں بلکہ اس کی جڑیں، زندگی کے مادی حالات میں پیوست ہیں۔ ہمیں یہ ذہن نشیں کرنا چاہیئے کہ مارکس اپنے نظریۂ مادی تاریخ اور ہیگل کے عینی نظریہ کے درمیان تفریق کرتا ہے۔ ہیگل کے خیال میں، یہ انسانی ذہن کا حیات عمل ہے یعنی فکری عمل جو تخیل کی شکل میں تاریخ کو محرک بناتا ہے۔ چنانچہ، ہیگل کے خیال میں، حقیقی دنیا صرف خارجی دنیا ہے، تصور کی حیرت انگیز شکل، جب کہ مارکس کے خیال میں، تخیل و تصور، مادی دنیا کے سوا کچھ نہیں جس کا اظہار انسانی دماغ کے ذریعہ ہوتا ہے اور اس کی تشریح، فکر کی شکل میں کی جاتی ہے۔ اگر مختلف انداز سے کہا جائے تو ہیگل کے منصوبہ میں شعور، وجود کو طے کرتا ہے جب کہ مارکس کے منصوبہ میں، معاشرتی وجود (حالاتِ وجود) ان کے شعور میں پیوست ہوتا ہے۔ گویا، مارکس کے یہاں اقتصادی اور سیاسی کے درمیان ایسا رشتہ ہے کہ سیاسی ساخت، معاشرتی۔ اقتصادی حالات کا اظہار کرتی ہے۔ یہ زندگی کا اقتصادی پہلو ہے جو تخیل پیدا کرتا ہے اور اس کی نوعیت طے کرتا ہے۔ لہذا، مارکس نے تمام فکر و عمل کو زندگی کے مادی حالات تک محدود کر دیا۔ شعور کچھ نہیں، انسانی وجود کے مادی حالات کا صرف ایک عکس ہے۔ البتہ مادی حالات اور خیالات کے درمیان یہ رشتہ براہ راست نہیں ہے بلکہ بہت پیچیدہ ہے۔ مارکس نے اپنے نقطۂ نظر کا اظہار نہایت تیکنیکی زبان میں کیا۔ اس نے دلیل پیش کی کہ یہ نظریہ کہ انسان حالات اور پرورش کی پیداوار ہوتے ہیں اور حالات و پرورش انسان کو تبدیل کرتی ہیں، اس نظریہ کو مارکس نے فراموش کر دیا اور دعوی کیا کہ یہ انسان ہی ہیں جو حالات کو تبدیل کرتے ہیں اور اس مدرس کو خود ہی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔

مارکس کا مذکورہ بالا بیان، آپ کو یہ سمجھنے میں مدد دے گا کہ مارکس کے یہاں علمیات، محض قوتِ ادراک کا اظہار نہیں ہے بلکہ حقیقت کو بدلنے اور نئی شکل دینے کا ذریعہ اظہار بھی ہے۔ چنانچہ مارکس کی علمیات، مستند (مشینی) مادیت اور مستند قدیمی عینیت کے درمیان حیثیت رکھتی ہے۔ چونکہ یہ دونوں روایات کا امتزاج ہے لہذا یہ موضوع اور معروض کے درمیان مستند تقسیم سے افضل ہے۔ مختصراً یہ کہ، مارکس شعور کے روایتی مشینی مادیت کی جہت کی معقولیت سے انکار کرتا ہے۔ مارکس کے خیال میں، حقیقت ہمیشہ حقیقت انسانی ہی رہتی ہے اس معنی میں نہیں کہ انسان فطرت کو شکل دیتا ہے بلکہ فطرت کو شکل دینے کا انسانی عمل خود انسان کے دوسرے انسانوں کے ساتھ رشتہ کو طے کرتا ہے۔ یہ ایک مکمل عمل ہے اور اس سے مراد، موضوع اور معروض کے درمیان مستقل باہمی تفاعل ہے۔ ''میرے اپنے ماحول سے میرا رشتہ ہی میرا شعور ہے۔''

ایک دقیق معنی میں، تاریخی مادیت کا مارکس کا فلسفہ نہ صرف ہیگل کے فلسفہ سے مختلف ہے بلکہ فیود بیک کے فلسفہ سے بھی الگ ہے۔ فیود بیک نے انسان کو فطری رنگ بھی دیا جب کہ مارکس، فطرت کو انسانی پیکر عطا کرتا ہے۔ مارکس نے حجت کی کہ انسان، فطرت کے ساتھ رابطہ سے نہ صرف اپنی ضروریات پوری کرتا ہے بلکہ نئی ضروریات بھی پیدا کرتا ہے اور ان کے حصول کے لیے امکانات کی تلاش کرتا ہے۔ چنانچہ، مارکس کے خیال میں، انسانی ضروریات تاریخی ہیں، فطری نہیں۔ ان کی تخلیق اور حصول کی کبھی نہ ختم ہونے والی منطقی کاوش ہی تاریخ ترقی کا مخصوص سفر ہے۔ یہاں بھی مارکس کی حیثیت نظریۂ عملیت کے پیرو سے مختلف ہے۔ نظریۂ عملیت کی ابتداء اس مفروضہ سے ہوتی ہے کہ انسان پہلے سے موجود ماحول میں خود کو ڈھالتا ہے۔ مارکس انسان

کو اس پس منظر میں نہیں دیکھتا بلکہ دنیا کی تشکیل میں خود کو ڈھالتے ہوئے پاتا ہے۔ اگر مختلف انداز میں کہا جائے تو مستند مادیت اور عملیت کے ذریعہ حقیقت کو احساسِ عمل ک غیر متحرک معروض مانا جاتا ہے۔ جب کہ مارکس کے خیال میں حقیقت کی تشکیل نہ صرف انسان کے ذریعہ ہوتی ہے بلکہ خود انسان پر اس کا اثر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ دوہرا عمل ہے: انسان فطرت کی تشکیل کرتا ہے اور خود فطرت سے تشکیل پاتا ہے۔

15.6 طبقاتی جنگ کا نظریہ — Theory of Class War

مارکس کے فلسفہ کو سمجھنے کے لئے نظریہ ''طبقہ'' کا مفہوم مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ کسی شخص کا طبقہ کیا ہے اس کے تعین کے لئے واحد کسوٹی--- ذرائع پیداوار (زمین، سرمایہ، مشین اور ٹیکنالوجی) کی ملکیت کیا ہے۔ جو لوگ ذرائع پیداوار کے مالک ہوتے ہیں یا ان پر قابض ہوتے ہیں وہی بورژوازی طبقہ کی تشکیل کرتے ہیں۔ (استحصال کرنے والے) اور جو مزدوروں پر قابو رکھتے ہیں وہ پرولتار (استحصال ہونے والے) طبقہ کی تشکیل کرتے ہیں۔ اس طریقہ سے مارکس، طبقات کی تقسیم--- انسان کے طریقہ پیداوار اور اس کے نتیجہ میں، پیداوار سے مربوط شخص--- کی دوہری کسوٹی کی بنا پر کرتا ہے۔ ذرائع اور جائداد کی ملکیت نہ ہونے اور فوری طور پر روزگار کی ضرورت ہونے کی وجہ سے محنت کش طبقہ، پرولتاری طبقہ کا مخصوص پہلو ہوتا ہے۔ چونکہ طبقہ کا انحصار ذرائع پیداوار اور ملکیت جائداد پر ہے لہذا، طبقاتی تفریق کا خاتمہ کرنے کے لئے جائداد کے خاتمہ کی ضرورت ہے۔

'اشتراکی منشور' میں مارکس--- اینجلیز نے کہا'' آج تک موجودہ پورے معاشرہ کی تاریخ، طبقاتی جدوجہد کی تاریخ ہے۔'' انہوں نے دلیل پیش کی کہ طبقاتی کشمکش دراصل طبقاتی احساس کی ترقی یافتہ شکل ہے اور یہی تاریخ انسانی کی حقیقی محرک ہے۔ سرمایہ دار معاشروں میں طبقاتی تفریقات اکثر واضح ہوتے ہیں۔ طبقاتی احساس ترقی یافتہ ہوتا ہے اور طبقاتی تنازعہ یا کشمکش کے مقابلہ زیادہ شدید ہوتا ہے۔ لہذا، سرمایہ دارانہ نظام--- طبقات کے فروغ اور باہمی کشمکش کا آخری مرحلہ ہے بورژاوازی عہد کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ مجموعی طور پر معاشرہ، دو بڑے دشمنوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ تقسیم ہو رہا ہے، دو بڑے طبقات کی شکل لے رہا ہے جو براہ راست ایک دوسرے کے روبرو ہیں یعنی بورژوازی اور پرولتاریہ۔

مارکس نے کسی طبقہ کے وجود کے عرضی حقائق اور طبقہ ہونے کے شعور کے احساس کی بیداری کے درمیاب بھی امتیازی کیا۔ طبقاتی شعور، طبقات کا تاریخی عروج اور طبقاتی کشمکش کی خاص وجہ تقسیم محنت ہے۔ ہر نیا طبقہ جو اپنے سے پہلے حکمراں کی جگہ لیتا ہے وہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کی غرض سے اپنے کل مفادات کے مقابلہ پورے معاشرہ کے عام مفادات کو نمائندگی دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جو طبقہ انقلاب لاتا ہے وہ ابتداء سے ہی ایک طبقہ کی حیثیت سے نہیں ابھرتا بلکہ پورے معاشرہ کے نمائندہ کی حیثیت سے فروغ پاتا ہے۔

ایک مفصل تاریخی تجزیہ کے ذریعہ مارکس نے یہ اظہار کیا کہ کوئی بھی بڑا عناد اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک کہ ایک نیا عناد اس کی جگہ فروغ نہ حاصل کر لے، لہذا امیر اور غریب کے درمیان ہمیشہ سے ہی عناد موجود رہا ہے لیکن سرمایہ دارانہ نظام میں، سرمایہ دارانہ طبقہ اور پرولتاریہ کے درمیان زبردست تقسیم ہو گئی ہے لہذا، سرمایہ دارانہ نظام میں پرولتاریہ کا عروج خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہ محض تاریخی نظریہ نہیں ہے کیونکہ اس کے مصائب، استحصال اور غیر انسانیت نوازی، وسیع پیمانہ پر، حالت انسانی کے نمایاں نمونے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پرولتاریہ طبقہ میں مارکس کو ہم عصر عالمگیریت اور اس کا آخری حصول دکھائی دیتا ہے۔ وہ اس طبقہ کو تاریخی اہمیت کا حامل اور آخری مقصد قرار دیتا ہے۔ یہ طبقہ اپنا احیاء کر سکتا ہے وہ بھی صرف اور صرف انسانیت کی نجات کے ذریعہ۔

موجودہ طبقاتی بنیاد پر قائم معاشرتی نظام کے تحلیل ہونے کا جب پرولتاریہ (محنت کش طبقہ) اعلان کرتی ہے تو یہ خود اپنے وجود کا راز فاش کرتی ہے کیونکہ اس نظام کی موثر تحلیل سے نہ صرف پرولتاریہ کو نجات و آزادی حاصل ہوگی بلکہ انسانیت کو بھی راحت ملے گی۔ انسانیت کی راحت کے لئے نجی جائداد کے ادارہ کا خاتمہ لازمی ہے۔ نجی جائداد اور دولت کا تضاد--- پرولتاریہ کا وجود ہے۔ پرولتاریہ کو پرولتاریہ بنانے والی بھی یہی نجی جائداد ہے۔ نجی جائداد سے معاشرہ کی نجات کے معنی ہیں--- پورے سیاسی نظام کو غلامی سے نجات دلائی جائے۔ مزدور اور اس کی پیداوار کے درمیان تعلق بھی اس انسانی غلامی کا ایک حصہ ہے۔ ہر قسم کی غلامی، اسی غلامی کا نتیجہ ہے۔ لہذا، پرولتاریہ تمام طبقات کا خاتمہ کر سکتی ہے ور ہر قسم کے طبقاتی تنازعہ کو فسخ کر سکتی ہے اور خود کو ایک علیحدہ طبقہ کے طور پر قائم بھی رکھ سکتی ہے۔ اپنے آخری تجزیہ میں مارکس نے ایک غیر طبقاتی معاشرہ کے وجود کا تصور کیا۔

15.7 زائد قدر کا نظریہ Theory of Surplus Value

مارکس کے خیال میں، سرمایہ دارانہ نظام میں طبقاتی رشتوں کا ایک دوسرا اہم پہلو —— بورژ داری طبقہ کے ذریعہ پرولتاری طبقہ سے زائد قدر کو غصب کرنا ہے۔ زائد قدر کے نظریہ کی جڑیں، نظریہ محنت میں پیوست ہیں جس کی ریکارڈو اور قدیمی معاشری ماہرین نے وکالت کی۔ قدر کا نظریہ محنت یہ ہے کہ کسی شے کی پیداوار میں محنت کش کے ذریعہ خرچ کی گئی محنت، اس شے کی قدر طے کرنے[2] کی واحد کسوٹی ہے۔ یقیناً یہ اس شے کی 'استعمالی قدر' پر بھی منحصر ہوتی ہے۔ مارکس اعتراف کرتا ہے کہ انسانی محنت خود کوئی قدر پیدا نہیں کرسکتی بلکہ آلات پیداوار ایسا کرتے ہیں جو سرمایہ دار کے قبضہ میں ہوتے ہیں۔ سرمایہ دار، محنت کش یا مزدور کی ''قوتِ محنت'' کو خریدتا ہے جس کا استعمال خام مال سے، زیادہ قدر کی حامل اشیاء پیدا کرنے کی خاطر کرتا ہے۔ کسی شے کی قدر مبادلہ اور سرمایہ دار کے ذریعہ مزدور کو دی جانے والی اُجرت یا مزدوری کے درمیان فرق —— زائد قدر کہلاتا ہے۔

دراصل، اپنے زائد قدر کے نظریہ کی مدد سے مارکس، استحصال کے مکمل عمل کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ جو سرمایہ دارانہ طریقہ پیداوار کا خصوصی پہلو بھی ہے آسان الفاظ میں، مزدور کو کسی چیز کے بنانے کے عوض جو اجرت حاصل ہوتی ہے، سرمایہ دار اس سے بھی زیادہ قیمت پر اس چیز کو فروخت کرتا ہے اور یہی قیمت منافع کے ساتھ حاصل ہوتی ہے جو زائد قدر کہلاتی ہے۔ اپنی تصنیف 'سرمایہ'[3] میں نہایت تکنیکی انداز میں، مارکس نے اس کی وضاحت کی ہے۔ اس نے دلیل دی کہ محنت کش ایک شے پیدا کرتا ہے جو سرمایہ دار کی ملکیت ہوتی ہے جس کی قدر کو وہ، اس شے کی قیمت کی شکل میں وصول کرتا ہے۔ کسی شے کی پیداوار میں جو سرمایہ لگایا جاتا ہے، اسی پر چیز کی قیمت یا قدر کا انحصار ہوتا ہے۔ اس سرمایہ کے دو حصّے ہوتے ہیں: مستقل سرمایہ اور غیر مستقل سرمایہ۔ مستقل سرمایہ کے معنی ہیں —— خام مال، مشینری، آلات وغیرہ جو اشیاء کی پیداوار میں استعمال ہوتے ہیں۔ غیر مستقل سرمایہ سے مراد ہے مزدور کو دی جانے والی اجرت۔ محنت کش یا مزدور جو فروخت کرتا ہے (اپنی محنت کی قوت) یہ اس کی قدر ہوتی ہے لیکن اس کی شے کی قیمت اور مزدور کی اجرت کے درمیان جو فرق ہوتا ہے وہی اسی کی زائد قدر ہے۔ جو اسے محنت کے عوض ملتا ہے وہ تغیر پذیر اور غیر مستقل قدر ہے۔ کیونکہ یہ شروع سے آخر تک قابل تغیر ہوتی ہے۔ یہ محنت کی قوت سے شروع ہوتی ہے، کسی شے کی شکل میں قوت سے پیدا کردہ قدر تک جاتی ہے گویا قوت محنت میں قدر پیدا کرنے کی انوکھی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔

مارکس نے دلیل دی کہ سرمایہ دار، محنت کش کی محنت کے ایک حصہ پر قبضہ کرلیتا ہے جس کی کوئی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ اس لئے زائد قدر کے معنی، مزدور کی عدم کردہ محنت ہے جس کا تخمینہ وقت اور قیمت کے مختلف معنی میں کیا جاتا ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک محنت کش کسی شے کو پیدا کرنے میں دس گھنٹے خرچ کرتا ہے لیکن اس کو صرف آٹھ گھنٹہ کی اجرت دی جاتی ہے اس طرح اس کے دو گھنٹہ کی محنت کو سرمایہ دار غصب کرلیتا ہے۔ مارکس نے یہ بھی دلیل دی کہ رفتہ رفتہ زائد قدر کا تناسب بڑھتا جاتا ہے —— درج بالا مثال میں محنت کش کو دس گھنٹہ میں صرف آٹھ گھنٹہ کی اجرت دی گی۔، دو گھنٹہ کی نہیں۔ رفتہ رفتہ اس قسم کی محنت دو سے تین، چار یا پانچ گھنٹہ ہوتی جائے گی۔ آخر کار، ایک ایسا مرحلہ ہوتا ہے جب محنت کش کو اپنا وجود قائم رکھنے یا زندہ رہنے کے لئے کم سے کم اجرت دی جانے لگتی ہے (اس کی بقا سے مراد، اس کی ذاتی بقا نہیں بلکہ اس کے خاندان کی بقا بھی ہے۔ کیونکہ اگر یہ مزدور کام کرنے کے قابل نہیں ہوتا (ضعیفی یا بیماری کی وجہ سے) اس کے بچے اس کی جگہ لے سکتے ہیں)۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا، محنت کش طبقہ ان لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے، جن کے پاس سوائے محنت کے اور کچھ نہیں ہوتا اور زندہ رہنے کے لئے اس محنت کو فروخت کرنے پر وہ مجبور ہوتے ہیں۔ مارکس کے مطابق، سرمایہ داری کی تاریخ ہیں، سرمایہ دار کی زائد قدر میں اضافہ کرنے اور اس کے خلاف مزدوروں کی مزاحمت کو روکنے کی جدوجہد کی تاریخ ہے۔

غلام معاشرہ میں جیسے زائد قدر کی تخلیق ہوئی، اور جس طرح جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے تحت معاشرہ میں اس کی تخلیق کے طریقوں میں فرق ہے۔ غلام معاشرہ میں غلام یا رعیت جو زائد قدر پیدا کرتا تھا وہ اپنے مالک یا آقا کا غلام ہوتا تھا۔ لیکن سرمایہ دار نظام میں 'آزاد معاہدہ' کے تحت محنت کش، سرمایہ دار کے ساتھ راضا کارانہ شریک ہوتا ہے۔ یقیناً، یہ آزادی ایک واہمہ ہے کہ محنت کش کی اپنی کوئی آزادی نہیں ہوتی سوائے اپنی محنت کو فروخت کرنے کے، اس کے پاس صرف ایک انتخاب ہوتا ہے اور وہ ہے اپنی محنت فروخت کرنے کے لئے کسی سرمایہ دار کا انتخاب۔ اس کو کسی نہ کسی

---

1. زائد قدر : SURPLUS VALUE
2. رکارڈو : RICARDO
3. سرمایہ : DAS CAPITAL

سرمایہ دار سے سمجھوتہ کرنا ہی پڑتا ہے لہذا، یہ آزادی خود اپنا استحصال کرانے والے کو منتخب کرنے کی آزادی ہے۔غلام یا رعیت کے پاس تو یہ آزادی بھی نہیں تھی۔

15.8 نظریہ انقلاب Theory of Revolution

مارکس کے خیال میں، انقلاب کی بنیادی وجہ وہ تفریق ہے پیداواری رشتوں اور طریقۂ پیداوار کے درمیان ہوتی ہے۔سائنسی معلومات کے فروغ کے ساتھ ساتھ طریقۂ پیداوار (ٹکنالوجی وغیرہ) بھی فروغ پاتے ہیں۔لہٰذا موجودہ طریقۂ پیداوار کے ہم قدم نہیں چل سکتے۔تب ایک ایسا مرحلہ درپیش ہوتا ہے جہاں خود پیداواری عمل پر پیداواری رشتے روکاوٹ کرتے ہیں۔اس کے نئے طریقۂ پیداوار کی ضرورت کو اہمیت ملتی ہے۔جاگیردارانہ نظام کے رحم سے سرمایہ دار طریقۂ پیداوار اسی طرح تخلیق ہوا جیسے غلام معاشرہ کے رحم سے جاگیرادانہ طریقۂ پیداوار، اسی بورژوازی معاشرہ کے رحم سے اشتراکیت پیدا ہوگی۔کیونکہ سرمایہ دارانہ نظام مستقل اپنے طریقۂ پیداوار میں زبردست انقلابی تبدیلیاں لاتا رہتا ہے۔اور اس طریقہ سے خود اپنے وجود کے قیام کے لئے حالات کو قابو میں رکھتا ہے۔درحقیقت، بورژوازی خود سب سے آگے بڑھ اپنی قبر کھودنے والا پیدا کرتا ہے مارکس نے زور دیا کہ بورژوازی پیداواری رشتے، پیداوار کے معاشرتی عمل کا آخری تضاد ہیں۔انفرادی تضاد کے معنی نہیں بلکہ طبقاتی تضاد ہے جو لوگوں کو معاشرتی زندگی کے حالات سے پیدا ہوتا ہے گویا، بورژاوازی معاشرہ کے رحم میں فروغ پانے پیداواری قوتیں، اس تضاد کے حل کے لئے، مناسب وموزوں حالات پیدا کرتی ہیں۔

مارکس کا یہ اصرار کہ بورژاواری رشتے، پیداوار کے معاشرتی عمل کی آخری کڑی ہیں، اس کی جڑ، اس مفروضہ میں پیوست ہے کہ تمام سابقہ تاریخی تحریکات (انقلاب) اقلیتوں کے مفاد میں اقلیتوں کی تحریکات تھیں۔ پرولتاری انقلاب ان سے مختلف ہوگا۔ پرولتار طبقہ، سرمایہ دار معاشرہ کے سب سے ادنیٰ درجہ کے طور پر زیادہ پر قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ تمام اعلیٰ طبقہ کے عہدیداران کو ہوا میں تحلیل نہ کردے۔اس کے ساتھ ساتھ مارکس نے وہ طریقہ بھی بتایا جس کے ذریعہ پرولتاری طبقہ اپنے طبقہ مقصد کو حاصل کرسکے گا۔اپنے 'اشتراکی محضر'[4] میں مارکس اور اینجلز نے اعلان کیا کہ اشتراکی اپنے خیالات اور مقاصد کو چھپانے سے نفرت کرتے ہیں۔وہ علی الاعلان کہتے ہیں کہ ان کا مقصد (انقلاب) پورے سرمایہ دار نظام کو بزورِ طاقت اکھاڑ پھینکنے سے حاصل ہوگا۔اس طرح، پرولتار طبقہ کی نجات میں مارکس نے انسانیت کی نجات کی پیشین گوئی کی۔

یہاں یہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ انقلابات کی تاریخ میں، کسی انقلاب کو لانے میں داخلی (انسانی) اور خارجی (مادہ) کے کردار پر ہمیشہ بحث ہوتی رہی ہے۔کیا یہ محض پرولتاری طبقہ کا وجود ہے جو انقلاب کے ذریعہ سرمایہ دارانہ نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا یا یہ پرولتار کا شعور ہے جو ایسا کرنے کے لئے لازمی ہے۔اس سلسلہ میں مارکس کی حیثیت بہت اہم ہے۔وہ دنیا کی فلسفیانہ جامعیت اور اس کو بدلنے کی صلاحیت کے درمیان ایک منطقی رشتہ دیکھتا ہے۔دنیا کو بدلنے سے پہلے، اس نظریہ کو دنیا کی ایک مناسب تشریح بھی کرنی ہوگی۔فلسفہ کا حتمی مقصد نہ صرف حقیقت کو سمجھنا ہے بلکہ اس کو تبدیل بھی کرنا ہے۔انسان عمل کے ذریعہ دستور، حقیقت کو انقلابی بنا دیتا ہے چنانچہ اس انقلابی دستور کا بھی ایک منطقی پہلو ہوتا ہے۔خارجی نقطۂ نظر سے، حالات کی تنظیم کو نجاتِ انسانی کی جانب گامزن کرتا ہے اور داخلی نقطۂ نظر سے یہ ایک خود تبدیلی ہے جو پرولتاری طبقہ، تنظیم کے ذریعہ اپنی دریافت کے طریقہ سے حاصل کرتا ہے۔چنانچہ عقیدہ جبریہ[2]، طریق رضاکاری[3] کی دوہری شکل کو مارکس نے انقلابی شعور کی منطقی نوعیت کے ذریعہ فضلیت بخشی۔خارجی حالات بذاتِ خود اس وقت تک کوئی انقلاب پیدا نہیں کرسکے جب تک کہ پرولتاری طبقہ اس حقیقت کو نہ سمجھے کہ دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق بنانے کے لئے وہ خود دنیا کو تبدیل کرسکتا ہے۔جب انقلابی شعور پیداوار ہو جاتا ہے تب ہی انقلاب آتے ہیں۔جب مزدور یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کی حیثیت ایک سامان، ایک شے کی ہے تو وہ صرف ایک سامان یا شے بنے رہنا منظور نہیں کرتا اور ایک داخلی فاعل (سرگرم فاعل) بن جاتا ہے یہی انقلابی شعور ہے۔پرولتاری طبقہ کے ذریعہ موجودہ حقیقت کا احساس ہی اس حالت کو انقلابی بنانے میں امکانی ضروری صورتِ حال ہے۔بہ الفاظِ دیگر، پرولتاری طبقہ کے ذریعہ سرمایہ دارانہ نظام کی اندرونی قوتِ محرکات کی سمجھ ہی انقلاب لاسکتی ہے جو سرمایہ دارانہ نظام کی جگہ اشتراکیت کی منتقلی کا اشارہ دے گا۔

4. 'اشتراکی محضر': COMMUNIST MANIFESTO

2. عقیدہ جبریہ : یہ نظریہ کہ انسان فاعل مختار نہیں بلکہ اس کا ارادہ خارجی قوتوں کا پابند ہے۔

3. طریق رضاکاری : جس میں مذہب، تعلیم، فوجی وغیرہ سلطنت کے جبریہ پر نہیں بلکہ لوگوں کی ذاتی کوشش اور خواہش پر منحصر ہے۔

15.9 پرولتاریہ کی مطلق العنانیت — Dictatorship of the Proletariat

مارکس کی تحریروں میں دوسرا اہم نظریہ، پرولتاریہ کی مطلق العنانیت ہے۔ مارکس نے پرولتاریہ کی مطلق العنانیت اور انقلاب کے بعد کے اشتراکی معاشرہ کی قطعی نوعیت اور شکل کے بارے میں نہایت وضاحت اور باقاعدگی سے نہیں لکھا۔ اس کا بیان سرسری ہے۔ ویدمیر [1] کے نام ایک خط میں مارکس نے تحریر کیا کہ اس نے طبقات اور طبقاتی جدوجہد کی دریافت نہیں کی تھی:

''میں نے جونئی بات کی ہے وہ یہ ثابت کرنے کے لئے تھی: (ا) کہ طبقات کا وجود، پیداوار کے فروغ میں صرف مخصوص مراحل کا پابند ہے۔ (ب) یہ کہ طبقاتی جدوجہد، لازمی طور پر، پرولتاریہ کی مطلق العنانیت کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ (ج) یہ کہ (پرولتاریہ کی) مطلق العنانیت بذات خود تمام طبقات کے خاتمہ سے، غیر طبقاتی معاشرہ کی جانب تبدیلی لاتی ہے''۔

لہذا، سرمایہ داری سے سوشلزم اور اشتراکیت کی جانب راہ پر، پرولتاریہ کی مطلق العنانیت ایک لازمی اور فوری نقطۂ یا مرحلہ تبدیلی ہے۔ اپنی تصنیف ''گوتھا پروگرام کی تنقید [2]' میں اس نے اس تردید کی وضاحت کی کہ سرمایہ داری اور اشتراکی معاشرہ کے درمیان انقلابی تبدیلی کا ایک مرحلہ آتا ہے۔ ایک (سرمایہ داری) سے، دوسرے (اشتراکی) کی جانب۔ سیاسی شعبہ میں یہ تبدیلی، پرولتاریہ مطلق العنانیت کی شکل اختیار کرے گی۔ محنت کش طبقہ کے انقلاب میں یہ پہلا قدم ہوگا جو پرولتاریہ کو حکمراں طبقہ کی حیثیت پر پہونچادے گا۔ مارکس کے خیال میں، پرولتاریہ کی مطلق العنانیت کے دوران ایک ایسی حکومت ہوگی جس میں پرولتاریہ ریاستی اقتدار پر قابو حاصل کرے گی۔ پرولتاریہ کی مطلق العنانیت کی تبدیلی کا یہ مرحلہ لازمی ہے کیونکہ پورے سرمایہ دار معاشرتی اور سیاسی نظام کی تباہی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ ریاستی اقتدار کو قبضہ میں لیکر اس کا استعمال اشتراکی نظام کا داخلہ کراسکے۔

15.10 اشتراکی معاشرہ کا تصور — Vision of a Communist Society

مارکس نے اشتراکیت کی تعریف ایسے معاشرہ کے طور پر کی ہے جو انقلابی جدوجہد کی بنا پر، پرولتاریہ وجود میں لائے گی۔ 'اشتراکی [3] منشور' میں مارکس اور اینجلز نے حجت پیش کی کہ اشتراکیوں کا پورے پرولتاریہ کے مفاد سے الگ کوئی مفاد نہیں ہے اپنی دوسری تصنیف 'اقتصادی اور فلسفیانہ دستاویزات' [4] میں مارکس نے اشتراکیت کی تعریف بحیثیت ذاتی ملکیت کے مثبت خاتمہ کے، کی ہے۔ اس میں طبقات اور تقسیم محنت کا خاتمہ بھی شامل ہے۔ معاشی معنی میں، اشتراکی معاشرہ، ''شریک کار پیداوار کرنے والوں کا معاشرہ ہوگا''۔ سیاسی معنی میں، اشتراکیت تاریخ انسانی میں اپنی نوعیت کی اولیں ریاست ہوگی۔ جو طرف دار مفادات کی بجائے عالمگیر مفادات کے لئے سیاسی اقتدار کا استعمال کرے گی۔ لہذا یہ سرمایہ دارانہ نظام سے مختلف ریاست ہوگی جو بورژوازیوں کی منتظمہ جماعت سے کچھ زیادہ نہیں ہے۔ مارکس کے خیال میں، سرمایہ دارانہ نظام میں ریاست، مکمل بورژوازی کے طویل مفادات کو پورا کرتی ہے، پرولتاریہ کے استحصال کو فروغ دیتی ہے اور اس کو قانونی بتاتی ہے۔

'گوتھائی پروگرام کی تنقید' میں مارکس، اشتراکی معاشرہ کے دو مراحل کا ذکر کرتا ہے۔ پہلے مرحلہ میں ریاست تمام ذرائع پیداوار کو اشتراکی بنائے گی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ذرائع پیداوار کسی ایک طبقہ کے ہاتھ میں نہیں رہیں گے بلکہ پورے معاشرہ میں ہوں گے۔ اس مرحلہ میں، محنت قائم رہے گی اور معیشت کو منظم کرنے کا یہ اصول ہوگا: ''ہر ایک سے اس کی صلاحیت کے مطابق، ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق''۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک شخص اپنی صلاحیت کے مطابق کام کرے گا اور جس قدر کام کرے گا اسی قدر حاصل کرے گا۔ اسی اشتراکی معاشرہ کے دوسرے اور آخری مرحلہ میں خارجی طاقتوں کا انسان پر غلبہ ختم ہو جائے گا۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے۔ مارکس کے خیال میں اشتراکیت محض ذاتی ملکیت کا مثبت خاتمہ ہی نہیں ہے بلکہ ریاست اور انسانی بے گانگی کا بھی مکمل خاتمہ ہے۔ یہ ایک ایسا معاشرہ ہوگا جس میں نہ تو کوئی طبقہ ہوگا اور نہ کوئی ریاست، جس میں آدمیوں کی حکمت کی جگہ، اشیاء

---

1. ویدلےمیر WEDEMEYER
2. گوتھاپروگرام کی تنقید CRITIQUE OF GOTHA PROGRAM
3. اشتراکی منشور COMMUNIST MANIFESTO
4. اقتصادی اور فلسفیانہ دستاویزات' ECONOMIC AND PHILOSOPHICAL MANUSCRIPTS

کا انتظام ہوگا۔ یہ انسانی کی معاشرتی زندگی میں واپسی ہوگی یعنی حقیقت میں انسانیت کا حصول۔ مارکس نے اشتراکیت کو انسانی وجود اور روح، تجسم اور خود اپنا اقرار، آزادی اور ضرورت، انسان اور انسانیت کے درمیان تنازعہ کے آخری اور سچے حل کے طور پر دیکھا۔

مارکس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ تاریخ انسانی کے معمہ کا آخری حل اشتراکیت ہے اور اس سے وہ واقف بھی ہے۔ اشتراکیت، انسان کو تاریخی محرک اور اشیاء کے محرک ہونے کا احساس وشعور دلائے گی۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے، اشتراکیت معاشرتی تقسیم انصاف کا خاتمہ یقینی بنائے گی، چنانچہ انسان کے لئے یہ آسان ہو جائے گا کہ وہ ایک دن میں ایک ہی کام کرے۔ ''صبح میں شکار، دوپہر میں مچھلی پکڑنا، ایک مچھلی کا شکار، ایک گڈریا یا ایک نقاد''۔ ('جرمن آئیڈیولوجی')

اس کے علاوہ، اشتراکی ریاست افراط کی ریاست ہوگی جہاں ہر شخص کو اپنی صلاحیت کے مطابق کام ملے گا اور ضرورت کے مطابق حاصل ہوگا نئی ضرورتوں کی تخلیق اور ان کے حصول کے لیے پیداواری کی تخلیق یقینی بنائے گی۔ تاریخ اپنے آخری مرحلہ پر پہونچ کر ختم ہو جائے گی۔ یہ نئی ضرورتوں اور ان کے حصول کی خاطر نئے پیداواری ذرائع کی شکل میں جاری رہے گی۔

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اشتراکیت کے تحت، بے گانگی ختم ہو جائے گی لیکن محنت ایک اہم ضرورت کے طور پر باقی رہے گی۔ مادی پیداوار کا دائرہ، ضرورت کے دائرہ سے منسلک رہے گا۔ چنانچہ، اشتراکی معاشرہ میں بھی کام ایک فرض کے طور پر قائم رہے گا۔

15.11 عام محاسبہ General Assessment

بلاشبہ، مارکس، دورِ جدید کے سب سے زیادہ موثر کن فلسفیوں میں سے ایک تھا۔ اس کے خیالات نے ایک طاقت ور نظریہ خیال کا رتبہ حاصل کیا۔ بے گانگی، تاریخی مادیت، طبقاتی جنگ، زائد قدر پر اس کے خیالات اور پرولتاری انقلاب کا تصور، پرولتاریہ کی مطلق العنانیت، سوشلزم، اشتراکیت پر تفصیل سے بحث ومباحثہ ہوتا رہا ہے، ان میں تبدیلی واصلاح بھی کی گئی اور بعض اوقات اس کے پیروؤں اور مخالفین نے اس کے خیالات کو رد بھی کیا ہے۔ اس کی تحریریں اس قدر ضخیم ہیں، اس کے موضوعات اس قدر ہمہ گیر ہیں کہ مارکس مختلف لوگوں کے لئے مختلف معنی رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر، اس کے ایسے مطالعے ہوئے ہیں جن میں 'ابتدائی' اور 'بعد' کے مارکس کے درمیان امتیاز کیا گیا۔ 'ابتدائی' مارکس ایک انسانیت نواز فلسفی کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو بے گانگی سے انسان کی نجات میں دل چسپی رکھتا ہے۔ 'بعد' کا مارکس ایک ماہر معاشیات اور انقلابی ہے جو استحصال کے خاتمہ میں دل چسپی لیتا ہے۔ 'ابتدائی' مارکس 'اقتصادی اور فلسفیانہ دستاویزات' کا مارکس ہے۔ بعد کا مارکس 'اشتراکی منشور' اور ''اقتصادی'' معیشت اور سرمایہ کی تنقید' کا مارکس ہے۔ ایسے مطالعے بھی کئے گئے ہیں جن میں 'ابتدائی' اور 'بعد' کے مارکس میں پوشیدہ یگانگت کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔ بعض ایسے مطالعے کئے گئے جن میں مارکس کے انجلز پر اور انجلز پر مارکس کے اثرات کا مطالعہ کیا گیا۔ اس طرح کے مطالعے اہم نکتے اٹھاتے ہیں کیونکہ ابتدا میں مارکس ایک فلسفی تھا، جبکہ انجلز بنیادی طور پر ماہر معاشیات تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر جو اثرات مرتب کئے ان کی وجہ سے مارکس نے فلسفہ سے معاشیات کی جانب پیش قدمی کی اور انجلز نے معاشیات سے فلسفے کی جانب قدم بڑھایا، اس قدر کہ مارکس کا عالمگیر سطح پر قابل قبول اور غیر جانب دارانہ محاسبہ پیش کرنا، ناممکن ہو گیا ہے۔ ایک نئے معاشرتی نظام کا مارکس کا تصور جس میں نہ کوئی بے گانگی نہ استحصال، نہ طبقات اور نہ طبقاتی جنگ، نہ اقتدار، نہ ریاست۔ یہ سب ایک افسانہ معلوم ہوتا ہے اور اسی دلکشی کے سبب، سے بائن نے مارکسیت کو ایک خیالی دنیا قرار دیا جو فراخ دلانہ اور انسانیت نواز ہے۔ اگر چہ اس نے اعتراف کیا کہ تاریخی نشوونما ہمیشہ ہی بہت سے امکانات کے لئے کھلی ہوتی ہے۔ لیکن یہ اتفاق نہیں کیا کہ اس طرح کے امکانات اس کے اپنے نظریات کے لئے بھی ہیں۔ جیسا کہ آونیری [5] نے کہا ہے کہ اپنے نظریہ کو منطقی تنقید کے لئے ممکن قرار نہ دینا، ایک سنگین غلطی تھی۔ کئی نسلوں تک اس کی زبردست شہرت پر تبصرہ کرتے ہوئے، برلن [6] نے دریافت کی کہ یہ مارکس کے حوصلہ کا غیر لچیلا پن تھا۔ لے مے ناز نے، جرمن مارکسیت اور روسی اشتراکیت میں امتیاز کیا۔ ہیرنگٹن [7] نے مارکس کے جدید انتہا پسندانہ نظریہ پیش کیا جو سرمایہ دارانہ نظام کا بہترین نقاد تھا لیکن اس کا ایک مفصل نعم البدل پیش کرنے میں ناکام رہا۔ مارکس کی ناکامی محض اس حقیقت کے سبب ہے کہ وہ ایسے وقت میں تحریر کر رہا تھا۔ جب جمہوریت، بہت سی ممکنات میں سے ایک نعم البدل تھی اور آج کی طرح عالمگیر حقیقت

5. اونیری AVINERI — 6. برلن BIRLIN — 7. ہیرنگٹن HARRINGTON

نہیں۔اس خامی کے سبب، وہ جمہوریت کے محرکات اور کسی بھی مہذب معاشرہ کے لئے مدنی اور سیاسی آزادیوں کی اہمیت کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکا۔

15.12 خلاصہ Summary

کارل مارکس اپنے انتہا پسند اشتراکی خیالات اور دریافت مخالفت نظریہ کے لئے مشہور ہے۔اس نے ہیگل سے بے گانگی کا تصور اور منطقی طریقہ دریافت کیا لیکن اس میں بنیادی طریقہ سے تبدیلی کی۔اس نے ہیگل پر اس لئے ضرب لگائی کہ ہیگل نے چیزوں کی شناخت بے گانگی کے ساتھ کی جو مادی دنیا کو محض ایک افسانہ بنا دیتی ہے۔ یہاں تک کہ مارکس نے ہیگل کے ذریعہ اختیار کردہ منطقی طریقہ کو، زندگی کے مادی حالات کی تفصیلات بیان کرنے میں استعمال کیا۔ مارکس کا دعویٰ ہے کہ مادہ اور خیال نہ صرف ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ بلکہ متضاد بھی ہیں اور ایک ایسے عمل کو پیش کرتے ہیں جس میں مادہ کو اول مقام اور ذہن (تصور) کو دوسرا مقام حاصل ہے۔ چنانچہ، اس کے خیال میں، وہ آخری مقصد جو تاریخ انسانی کے پورے سفر پر حاوی ہے وہ ہے معاشرہ کا اقتصادی فروغ، جس کو مادیت کے معنی میں بیان کیا گیا۔ابتدائی اشتراکیت سے آغاز کرتے ہوئے، پیداوار کے طریقے تین مراحل سے گزرتے ہیں: غلامی، جاگیرداری اور سرمایہ داری، نتیجہ میں معاشرہ کی مختلف طبقات میں تقسیم (غلام۔آقا، امیر۔غریب اور پرولتاریہ۔سرمایہ دار) اور ان طبقات کی ایک دوسرے کے خلاف جدوجہد۔انہوں نے خود نہ تو تعلقات کی عام شکلوں کو تیار کیا اور نہ ہی انسانی دماغ کی اختراع ہیں بلکہ ان کی جڑیں، زندگی کے مادی حالات میں پیوست ہیں۔ مارکس نے طبقات کی تعریف ،طریقہ پیداوار انسانی مقام کی دوہری کسوٹی پر بنیاد رکھی ہے۔طبقہ کا انحصار۔ ذرائع پیداوار (پر قابو) اور ملکیتِ جائداد پر منحصر ہے۔زائد قدر کا فائدہ سرمایہ دار کو حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ محنت کش کے ذریعہ پیداوار کی ہوئی شے کو اس کی اجرت کے مقابلہ کئی گنا قیمت پر بازار میں فروخت کرتا ہے۔سرمایہ دارانہ طریق پیداوار کا یہی خاص پہلو ہے۔طبقاتی اختلافات اور جائداد کا خاتمہ ہی کسی کا رتبہ طے کرتا ہے۔آخری تجزیہ میں مارکس نے ایک غیر طبقاتی معاشرہ کی آمد کا تصور پیش کیا، اس کے خیال میں، اشتراکی معاشرہ، انقلاب اور پرولتاریہ کی مطلق العنانیت کے نتیجہ میں پیداوار ہوگا۔ایک ایسا معاشرہ قائم ہوگا۔ جو اشتراکی ہوگا اور تاریخ انسانی کے معمہ کا یہی آخری حل ہوگا۔

15.13 مشق Exercise

(1) مارکس کا نظریۂ بیگانگی کیا ہے؟

(2) نوجوان اور عمر رسیدہ مارکس میں کیا فرق ہے؟

(3) ''اب تک موجودہ معاشرہ کی تاریخ، طبقاتی جدوجہد کی تاریخ ہے'' وضاحت اور بحث کیجئے؟

(4) مارکس کا نظریۂ زائد قدر کا تنقیدی جائزہ لیجئے؟

(5) مارکس کا نظریۂ تاریخی مادیت سے بحث کیجئے؟

(6) پرولتاری انقلاب پر مارکس کے خیالات اور انقلاب کے بعد معاشرہ پر اس کی بصیرت کیا ہے؟